کتابخانه جامع
جامعة العلوم
معاونت پژوهش
مرکز جهانی علوم اسلامی

مدرسه عالی فقه و معارف اسلامی

THE CENTER FOR ISLAMIC INTERNATIONAL STUDIES
المركز العالمي للدراسات الاسلامية
مرکز جهانی علوم اسلامی
جمهوری اسلامی ایران - قم - ۱۳۵۸

مرکز جهانی علوم اسلامی

مدرسه عالی فقه ومعارف اسلامی

پایان نامه کارشناسی ارشد

رشته فقه ومعارف اسلامی

عنوان:

ترجمه کتاب نقش تقیه در استنباط بزبان اردو

مؤلف:

نعمة الله صفری

استاد راهنما:

حجة الاسلام سید اسدعالم نقوی

استاد مشاور:

سیدشجاعت حسین رضوی

دانش پژوه:

سیدغلام مرتضی نقوی

سال ۱۳۸۴

کتابخانه جامع مرکز جهانی علوم اسلامی
شماره ثبت: ۲۷
تاریخ ثبت:

▣ مسئولیت مطالب مندرج در این پایان نامه ، به عهدهٔ نویسنده می باشد.

▣ هرگونه استفاده از این پایان نامه با ذکر منبع ، بلااشکال است و نشر آن در داخل کشور منوط به اخذ مجوز از مرکز جهانی علوم اسلامی است.

بسم الله الرحمن الرحيم

اہداء

الھمّ کن لولیک الحجة بن الحسن صلواتک علیه و علی آبائه فی هذه الساعة و فی کل ساعة ولیاً و حافظاً و قاعداً و ناصراً و دلیلاً و عیناً حتیٰ تسکنه ارضک طوعا و تمتعه فیها طویلاً

میں اپنی اس حقیری کاوش کو منتقم خون حسینی حضرت حجة بن الحسن العسکری عجل اللہ تعالی فرجه الشریف کی ذات والاصفات سے منسوب کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

سید غلام مرتضی نقوی

حوزہ علمیہ قم، ایران

عرض مترجم

مشہور ومعروف محقق حجۃ الاسلام والمسلمین نعمت اللہ صفری کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے ان کی مختلف موضوعات پر متعدد کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں انہی کتابوں میں سے ایک یہ کتاب ہے جو تقیہ کے موضوع پر لکھی جانے والی ایک بہترین اور منفرد تحقیقی کتاب ہے انہوں نے اپنی قلمی خدمات کو اسی کتاب پر ختم نہیں کیا بلکہ ایک سلسلہ ہے جو آج تک جاری ہے، اور اب تو ان کے حقیقت پسند افکار روز بروز مختلف کتابوں کی شکل میں منظر عام پر آرہے ہیں۔

کتاب کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ضرورت محسوس کی کہ اس کو اردو کا ملبوس دیا جائے چنانچہ ایک ادیب اور محقق کی کتاب کا ترجمہ کرنا ہم جیسے مبتدی کے لئے نہایت دشوار تھا مگر مرکز جہانی علوم اسلامی کے شوق دلانے پر اور استاد راہنما و استاد مشاور کی رہنمائی پر یہ کام آسان ہوتا گیا لہذا میں ان تمام حضرات کا ممنون ومشکور ہوں جنھوں نے اس کام میں میری مدد فرمائی۔

آخر میں عرض کرنا چاہوں گا کہ حقیر کی یہ پہلی کاوش ہے اس لئے اس میں بہت سی خامیاں ناگزیر ہیں لہذا ان خامیوں کو اپنے دامن عفو میں جگہ دیجئے گا اور ان سے باخبر کیجئے گا تا کہ ان کی اصلاح کرسکوں۔ آخر میں بہ طفیل محمد وآل محمدؑ پروردگار کی بارگاہ میں التجا ہے کہ آئندہ بھی علوم آل محمدؑ کی نشر واشاعت کی توفیق عنایت فرما۔

والسلام

سید غلام مرتضی نقوی

۲۹ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ

تقدیر و تشکر

من لم یشکرالمخلوق لم یشکرالخالق

اولاًکمال سپاس وتشکر خودرا به درگاه قدس رب العالمین که نعمت بزرگ قلم را به انسانها آموخت ونیروی شگرف تفکرواندیشه را به ما آدمیان ارزانی داشت تقدیم می نمایم .

از آنجا که ((هرکس تشکرمخلوق به جانیاوردرواقع تشکر خالق رابه جا نیاورده است))ثانیاًبنده ازهمه فضلاء وعلماء واساتیدکه اینجانب رادرامر ترجمه یاری نموده اندتقدیروتشکرمی نمایم بالاخص ازاستاد محترم راهنماحجة الاسلام والمسلمین سیداسد عالم نقوی واستاد محترم مشاورحجة الاسلام والمسلمین سیدشجاعت حسین رضوی که ازراهنمودهای مفید خودشان بنده راموردلطف مدام خودقرارداده اندوازهمه بیشترباید ازمسئولین محترم مرکز جهانی علوم اسلامی تشکر وقدردانی می کنم وبر این باورم که طلاب عزیزوارجمندتا آخرعمرمبارک شان هرتحقیق وترجمه ای راکه انجام خواهند داد مسئولین محترم درثواب آن شریك خواهندبود در آخر خداوندجل وعلاتوفیق فراوان برای طلاب ،اساتیدومسئولین محترم مسئلت می نمایم .

چکیده مطالب

﴿الف﴾ بیان مسئله:

تقیه چیست؟ اهداف آن کدام است؟ دارای چه حدودی است ؟آیا از ویژگی های مذهب تشیع است یا اینکه اسلام به آن فرمان داده است؟ چی تأثیراتی در طول تاریخ در مذهب تشیع داشته است؟ آیا این مسئله نقش مهمی در فقه تشیع ایفا کرده است؟پرسش های یاد شده و دها پرسش های دیگر در مورد تقیه ، این مسئله را ویژگی خاصی بر خوردار نموده است.

به همین خاطر پرسش های جواب و نیز ایرادها و اشکال های مخالفان ، نگارنده را به آن داشت تا در این راه گام بردارد و در صدد بر رسی بعضی از العاد مختلف این مسئله بر آید.

﴿ب﴾ موضوع تحقیق:

موضوع تحقیق عبارتست از " بر رسی جایگاه و نقش عنصر تقیه در استنباط احکام فقهی" این تحقیق با مد نظر قرار دادن روایات معصومین علیه السلام که در استنباط احکام فقهی مورد توجه قرار می گیرند و نیز با توجه به امکان حمل آن ها برتقیه در صورت کشف ضوابط تقیه امام علیه السلام و علل آن بر می آید.

«ج» ضرورت و هدف:

با مراجع به جوامیع روایی مشاهده می کنیم که در هنگام تعارض بین روایات فقهیه ، حمل بر تقیه به عنوان یکی از آسان ترین راه تعارض برگزیده می شود علاوه بر این در مورد کلمه "عامّه" نیز معنای روشن ارائه نشده است علاوه بر این هنگام حمل بر تقیه از مذهب زمان ائمه علیهم السلام غفلت ورزیده شده است هم چنین حمل فراوان روایات بر تقیه ارائه ملاك چهره ای ترسو از ائمه علیهم السلام به نمائش برگذارد.

مطالب فوق ضرورت تحقیق همه جانبه پیرامون و جایگاه تقیه در استنباط احکام فقهی و کشف ضوابط و ملاك و علل تقیه را به خوبی روشن می سازد .

«د» روش تحقیق:

در این تحقیق علاوه بر روش فقهی و اصولی از روش رجالی و روش تاریخی و روش حدیثی نیز استفاده شده است.

«ه» فصل های تحقیق:

خلاصه فصل های این تحقیق از قرار زیر است .

فصل اول:

کلیاتی پیرامون حمل بر تقیه

در فصل اول مباحث تخصیص حمل بر تقیه مطرح شده است و از کلیاتی همچون دسته بندی روایات تقیه ، تاریخچه حمل بر تقیه مباحث

اصـولـی (اصول فقه) در مورد حمل بر تقیه و پیش فرضهای مسئله حمل بر تقیه بحث شده است .

فصل دوم :

شرائط حمل بر تقیه

در این فصل در در صدد ارائه شرائط حمل کلام امام علیه السلام بر تقیه آمده است که در این راستا شرایطی همچون تعارض ، تکافؤ ، عدم امکـان جـمـع عـرفـی، و موافقت با عامّه به تفصیل بر رسی شده است هـم چنین رتبهٔ تقیه که از مرجّحات صدوری است در این فصل مشخص شده است.

«ز» فهرست ها

در آخر فهرست منابع ذکر شده است

۱. فهرست آیات

۲. فهرست روایات

۳. فهرست اشخاص

٤. فهرست کتاب ها

٥. گروه ها فرقه ها و طوائف

فہرست مطالب

مقدمہ... ۱

پہلی فصل

تقیہ پر روایت کے حمل کرنے کے قاعدے............................... ۳

روایات کی تقسیمات... ۶

روایتوں کو تقیہ پر حمل کرنے کی مختصر تاریخ............................ ۱۲

تقیہ پر حمل ہونے والی روایتیں...................................... ۲۱

تعارض دور کرنے والی روایتیں....................................... ۲۱

﴿۱﴾ مقبولۂ عمر بن حنظلہ... ۲۱

﴿۲﴾ روایت کلینیؒ.. ۳۰

﴿۳﴾ روایت عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ................................ ۳۰

﴿۴﴾ روایت حسین بن سری.. ۳۴

﴿۵﴾ روایت حسن بن جہم... ۳۵

﴿۶﴾ روایت محمد بن عبداللہ.. ۳۶

﴿۷﴾ مرفوعہ زرارہ.. ۳۷

مطلق روایات... ۳۸

﴿۱﴾ روایت علی بن اسباط.......... ۳۸

﴿۲﴾ مرفوعۂ ابواسحاق ارجانی.......... ۳۹

﴿۳﴾ روایت ابوبصیر.......... ۳۹

﴿۴﴾ روایت عبید بن زرارہ.......... ۴۰

﴿۵﴾ مرسلۂ داوٗد بن حصین.......... ۴۰

﴿۶﴾ صحیحہ محمد بن اسماعیل بن بزیع.......... ۴۱

تقیہ سے مربوط روایتوں پر بحث کرنے کا تعلق کس علم سے ہے.......... ۴۲

﴿الف﴾ تقیہ پر حمل مرجّح ہے یا ممیز؟.......... ۴۵

﴿۱﴾ مرحلۂ صدور.......... ۴۵

﴿۲﴾ مرحلۂ جہت صدور.......... ۴۶

﴿۳﴾ مرحلۂ ظہور.......... ۴۷

﴿۴﴾ نتیجہ بحث.......... ۵۲

﴿ب﴾ اقسام مرجّحات.......... ۵۵

نتیجہ اختلاف.......... ۵۹

روایات کو ضرورت کے مطابق حمل کریں.......... ۵۹

﴿۱﴾ مقام ثبوت.......... ۶۰

﴿۲﴾ چند اعتراضات کا جائزہ.......... ۶۳

﴿۳﴾ مقام اثبات.......... ۶۶

چند ضروری باتیں.......... ۶۷

﴿۱﴾ احکام فقہی مصالح ومفاسد واقعی کے تابع ہیں.......... ۶۷

روایات تفویض اور احکام کا مصالح ومفاسد کے تابع ہونا.......۶۹
﴿۲﴾ احکام بیان کرنے میں ائمہؑ کے نظریات کا ایک ہونا.......۷۳
چند نکات.......۷۵
﴿۳﴾ ائمہ تمام احکام میں ائمہ شرعی کا علم رکھتے تھے.......۷۷
﴿۴﴾ عصمت.......۷۸
شیعہ احادیث کی کتابوں میں تقیہ کی روایتوں کا موجود ہونا.......۸۴

دوسری فصل

تقیہ پر روایتوں کے حمل کرنے کی شرطیں.......۹۶
مقدمہ.......۹۷
تعارض کی شرطیں.......۱۰۱
﴿الف﴾ تعارض کی تعریف.......۱۰۱
﴿ب﴾ روایات کی روشنی میں تعارض کے معنی.......۱۰۴
﴿ج﴾ تعارض کے شرط ہونے کے دلائل.......۱۰۷
﴿۱﴾ نقلی دلیل.......۱۰۷
﴿۲﴾ نقلی دلیل.......۱۳۲
﴿۳﴾ ضرورت فقہ شیعہ.......۱۲۶
﴿۴﴾ اجماع یا سیرۂ فقہاء.......۱۲۶
﴿۵﴾ تقیہ پر حمل بقدر ضرورت ہو.......۱۲۷
﴿د﴾ تعارض کے بارے میں فقہاء کے اقوال.......۱۲۸
تکافؤ کی شرائط.......۱۳۱

﴿الف﴾ تعریف تکافؤ ۱۳۱
﴿ب﴾ صدور روایات کے اثبات میں بنیادی اختلاف ۱۳۲
﴿ج﴾ تکافؤ کا مرتبہ ۱۳۴
﴿د﴾ تقیہ پر حمل کرنے میں تکافؤ کے لازمی ہونے پر دلائل ۱۳۸
﴿ھ﴾ تقیہ پر حمل کرنے میں تکافؤ کے لازم ہونے کے بارے میں فقہاء کے اقوال ۱۳۹
عدم امکان جمع عرفی: ۱۴۳
﴿الف﴾ امکان اور جمع عرفی کی تعریف ۱۴۳
﴿۱﴾ تاویل و جمع عرفی ۱۴۵
﴿۲﴾ احکام حکومتی و جمع عرفی ۱۴۶
﴿۳﴾ زمان و مکان اور جمع عرفی ۱۵۱
﴿ب﴾ تقیہ پر حمل کرنے میں عدم امکان جمع عرفی کے شرط ہونے کے دلائل ۱۵۳
﴿ج﴾ جمع عرفی کا مرتبہ ۱۶۳
﴿د﴾ فقہاء کے اقوال ۱۶۹
عامہ سے موافقت کی شرطیں ۱۷۱
﴿الف﴾ موافقت عامہ کی تعریف ۱۷۱
﴿۱﴾ موافقت مطلق ہے یا نسبی ہے ۱۷۲
﴿۲﴾ عامہ ۱۷۴
﴿۳﴾ عامہ سے موافقت کی صورتیں ۱۸۱
۱/۳۔ عامہ کے فتووں سے موافقت ۱۸۱

۳/۲۔عامہ کی روایات کے ساتھ موافقت.......................... ۱۸۵

۳/۳۔حمل میں عامہ سے موافقت.......................... ۱۸۷

﴿۴﴾ شیعہ روایات کے درمیان عامہ کے موافق روایات موجود ہونے کی وجہ..... ۱۹۴

۱/۴۔عامہ کی جانب سے احادیث کا جعل کرنا.......................... ۱۹۴

۲/۴۔خوفی تقیہ.......................... ۱۹۶

۳/۴۔مداراتی تقیہ.......................... ۱۹۸

۴/۴۔اصحاب کی جان کی حفاظت.......................... ۱۹۹

۴/۵۔سائل کے مذہب کے مطابق فتویٰ.......................... ۲۰۱

﴿۵﴾ بحث کے چند نتائج.......................... ۲۰۳

﴿ب﴾ موافقت عامہ کے شرط ہونے کے دلائل.......................... ۲۱۰

﴿۱﴾ مشہور قول کے دلائل.......................... ۲۱۱

﴿۲﴾ صاحب حدائق کے دلائل.......................... ۲۱۵

﴿ج﴾ مرجّحات کے درمیان موافقت عامہ کا درجہ.......................... ۲۲۸

اقوال کی تحقیق.......................... ۲۳۱

﴿۱﴾ مرجّح مضمونی کا صدوری پر مقدم کرنا اور صدوری کو جہتی پر مقدم کرنا.......... ۲۳۱

﴿۲﴾ مرجّحات کا ایک ہونا.......................... ۲۳۳

﴿۳﴾ مرجّح جہتی کو دوسرے مرجّحات پر مقدم کرنا.......................... ۲۳۳

﴿۴﴾ مرجّح صدوری کو مضمونی و جہتی پر مقدم کرنا و مرجّح مضمونی کو جہتی پر مقدم کرنا. ۲۳۶

﴿۵﴾ مقبولہ کے مطابق ترتیب کی رعایت.......................... ۲۳۹

﴿۶﴾ منتخب قول.......................... ۲۴۲

نتیجہ.. ۲۴۳

روایت میں تقیہ.. ۲۴۳

﴿۱﴾ مختصر تاریخ.. ۲۴۴

﴿۲﴾ تعریف.. ۲۴۴

ایک تحقیق.. ۲۵۱

﴿۳﴾ روایت میں تقیہ کا حکم.. ۲۵۲

استدلال میں تقیہ کے بارے میں تحقیق.. ۲۶۴

﴿۱﴾ تعریف.. ۲۶۴

﴿۲﴾ استدلال میں تقیہ کا حکم.. ۲۶۶

﴿۳﴾ استدلال میں تقیہ کی اقسام.. ۲۶۹

۱/۳۔ قرآن کی آیات سے استدلال.. ۲۶۹

۲/۳۔ معصومینؑ کی روایات سے استدلال.. ۲۷۳

۳/۳۔ علوم تجربی سے استدلال.. ۲۷۴

۴/۳۔ کبری کی صغری پر تطبیق.. ۲۷۹

تحقیق کا خلاصہ.. ۲۸۶

فہرست منابع وماٴخذ.. ۲۸۹

مقدمہ

تقیہ کیا ہے؟ اس کے اصلی اہداف کیا ہیں؟ اس کی حدود و قیود کیا ہیں؟ کیا یہ فقط وفقط مذہب حقہ شیعہ سے منسوب ہے؟ طول تاریخ میں مذہب شیعہ پر اس کے کیا اثرات رہے ہیں؟ کیا شیعہ فقہ میں اس مسئلہ نے ایک اہم کردار ادا کیا ہے؟ کیا ہم اسکے اثرات کو فقہاء علماء کرام اور عام انسانوں کی زندگی میں مشاہدہ کر سکتے ہیں؟

یہ تمام سوالات جو مندرجہ بالا سطروں میں ذکر کئے گئے ہیں اور تقیہ سے متعلق اور بہت سے دوسرے سوالات اس بات پر دلیل ہیں کہ یہ ایک نہایت ہی اہم مسئلہ ہے اور اگر ہم تاریخ کی روگردانی کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ طول تاریخ میں بہت سے علماء کرام و دانشوروں نے اس موضوع پر اور اسکے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے مختلف کتابیں تحریر فرمائیں، بعض محققین نے اس کو ثابت کرنے کے سلسلے میں زحمت اٹھائی تو بعض دوسروں نے اس کی مخالفت میں کتابیں تحریر کیں۔

البتہ زیادہ تر اہل تسنن کے دانشوروں نے اس مسئلہ کی مخالفت کی اور ان کا مطمع نظر یہ تھا کہ یہ مسئلہ (تقیہ) فقط وفقط اہل تشیع سے منسوب ہے جبکہ اہل تسنن کی طرف سے کئے جانے والے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے شیعہ دانشوروں نے بھی قلم اٹھایا اور مختلف انداز سے اس مسئلہ پر ہونے والے اعتراضات کا جواب تحریر فرمایا۔

جبکہ اہل تسنن کے مندرجہ بالا اس نظریہ کے برخلاف اہل تشیع اسی مسئلہ کو اصل قرآنی اور عقلائی جانا ہے اور اس بات کا مشہور ہونا کہ مذہب شیعہ اس مسئلہ کو اصل قرآنی اور عقلائی سمجھتے ہیں

اس کی وجہ طول تاریخ میں مختلف ظالم و جابر حکمرانوں کی طرف سے مذہب تشیع اور اس کے ماننے والوں پر شدید دباؤ کا نتیجہ ہے کیونکہ مذہب تشیع طول تاریخ میں مظلوم رہا ہے دوسری طرف مختلف ادوار میں مختلف علماء کرام نے اس مسئلہ کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے اس کی مختلف زاویوں سے تحقیق کی بالخصوص فقہی نقطہ نگاہ سے کہ اگر کسی مکلّف کے ساتھ یہ مسئلہ پیش آجائے تو اس کا حکم کیا ہوگا؟ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اس مسئلہ کے بارے میں شیعہ دانشوروں و علماء کرام کی جانب سے مختلف ادوار میں کثیر تعداد میں رسالہ (الرسالة فی التقیہ) لکھے جا چکے ہیں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ابھی بھی تقیہ سے متعلق بہت سے ایسے سوالات موجود ہیں کہ جن کا خاطر خواہ جواب نہیں دیا گیا ہے یا پھر جواب تو دیا گیا ہے لیکن وہ خاطر خواہ نہیں ہے۔

ان سوالات میں سے ایک سوال یہ ہے کہ تقیہ کے مسئلہ نے شیعہ فقہ پر کیا اثرات مرتب کئے ہیں اور خاص طور پر تقیہ کے مسئلہ نے فقہ شیعہ میں کیا کردار ادا کیا ہے، اسی طرح اس وقت جب ہم شیعہ فقہی کتابوں جیسے جواہر الکلام یا الحدائق الناضرة وغیرہ یا شیعہ روائی کتابوں جیسے تہذیب الاحکام یا وسائل الشیعہ وغیرہ پر نگاہ ڈالتے ہیں کہ جس میں فقط و فقط فقہی روایات کا ذکر ہوا ہے تو ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ ہزاروں روایات ان مصنفین کی جانب سے ذکر کی گئی ہیں کہ جن کو تقیہ پر حمل کر دیا گیا ہے۔

اسی لئے اس موضوع کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس موضوع کا انتخاب کیا تا کہ اس حقیری کاوش سے تمام مسلمین بہرہ مند ہوسکیں۔

پہلی فصل

تقیہ پر روایت کے حمل ہونے کے قاعدے

شیعہ فقہی کتابوں خاص طور پر متأخرین کی کتابوں کی طرف رجوع کرنے پر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بعض روایات کو تقیہ پر حمل کرنا بہت سے عناصر میں سے ایک ایسا عنصر ہے جو فقہاء کے استنباط پر اثر انداز ہوا جو اس بات کا باعث بنا کہ فقہاء بعض روایات کے مد مقابل کی روایات کے مطابق فتویٰ دیں کیونکہ ان کی نگاہ میں ان روایات میں معصوم حکم واقعی کو بیان نہیں فرمارہے تھے لہذا معصوم کا یہ کلام عام حالات میں تو منابع فقہی میں شمار ہوتا لیکن ایسے موقعوں پر احکام فقہی کے استنباط میں اپنی اہمیت کھو بیٹھتا ہے۔

تقیہ پر حمل کرنے کی وجہ سے بہت سی ایسی روایات جو سند کے لحاظ سے صحیح ہونے کے باوجود اپنی اہمیت گنوا بیٹھتی ہیں لیکن اس کے باوجود شیعہ فقہ واصول فقہ میں جس چیز کی کمی ہے وہ تقیہ پر حمل کے مناسب قوانین وشرائط کا نہ ہونا ہے البتہ اصولیوں نے تعادل وترجیح کی بحث میں اور فقہاء نے بعض کتابوں میں کلی طور پر قوانین وضوابط کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن ابھی بھی تمام امور پر سیر حاصل بحث کی گنجائش موجود ہے۔

مناسب قوانین وشرائط وضوابط کا تعین نہ ہونا اپنی جگہ پر اس سے بڑھ کر یہ کہ اس مسئلہ کی وجہ سے شیعہ فقہاء کے درمیان بہت سے اختلاف وجود میں آگئے اور یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یہی وہ اہم عامل ہے یا اگر ہم اس کو اہم عامل نہ کہیں تو کم از کم سرفہرست عوامل میں سے تو لازمی شمار ہوگا جیسا کہ بعض

بزرگ فقہاء مثل شہید ثانی (۱) نے بھی اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔

تقیہ پر حمل کی حدود و قیود مشخص نہ ہونے کی وجہ سے یہ مسئلہ ایک بے ضابطہ مسئلہ بن کر رہ گیا ہے اس طرح سے کہ بعض فقہاء تو فقط یہ دیکھتے ہی کہ روایات میں تعارض ہے فوراً تقیہ پر حمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں بغیر اس کے کہ پہلے اس کے شرائط وضوابط کے لحاظ کو مدنظر رکھیں۔

بعنوان مثال، تقیہ پر حمل کرنے کی ایک شرط روایت کا عامہ سے مطابقت کرنا ہے کہ اس کی اساسی ترین شرط یہ ہے کہ عامہ کے قول کے قائلین یا تو امام معصوم کے زمانے کے ہوں یا اس زمانے سے پہلے کے ہوں لیکن اس دوران ہمیں بعض فقہاء کے ایسے کلام ملتے ہیں جو کہ امام محمد باقر علیہ السلام (۵۷، ۱۱۴ھ ق) یا امام صادق علیہ السلام (۸۳، ۱۴۸ھ) کی روایات کو صرف اس وجہ سے کہ وہ شافعی (۲)

---

(۱) شہید اول، الذکریٰ، ص ۶

(۲) مثال کے طور پر، زین الدین آبی، نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی اس حدیث کو کہ جس میں امام علیہ السلام نے سجدہ سہو کو سلام سے پہلے واجب قرار دیا ہے، تقیہ پر حمل کیا ہے اور اس کے بارے میں فرماتے ہیں: ''لا نه مذهب مالک و الشافعي في القديم '' (کشف الرموز، ج: ۱ص: ۲۰۵) اسی طرح سے امام صادق علیہ السلام کی وہ روایت جو انھوں نے اپنے اجداد سے نقل فرمائی ہے کہ جس میں حمل کو ماں کی طرف نسبت دی گئی ہے بعض افراد اس طرح فرماتے ہیں'' و حمل الرواية على التقية لانها موافقة لمذهب الشافعي ، اشارة الى ان عند الشافعي الحمل بمنزلة عضو من الامضاء '' کشف الرموز، ج: ۲ص: ۲۹۶) شیخ بہائی بھی ہر نماز کے لئے تیمم کے واجب ہونے کے بارے میں فرماتے ہیں'' واما رواية ابى همام عن الرضا عليه السلام : يتمم لكل صلوة حتى يوجد الماء ورواية السكوني عن عن الصادق ؑ: لا يستاح بالتيمم اكثر من صلوة واحدة و نوافلها ، فيمكن حملها على التقية لموافقتهما لمذهب الشافعي ، حديث قال لا يستاح به اكثر من فريضة واحدة'' (الحبل المتین ص: ۹۳)

(۱۵۰-۲۰۴ ھ ق) یا احمد بن حنبل (۱۶۴-۲۴۱ ھ ق) (۱) سے مطابقت رکھتی تھیں تقیہ پر حمل کر دی گئیں۔

تقیہ پر حمل کے قوانین وضوابط نہ ہونے کی وجہ سے بعض فقہاء کے کلمات تو اس حد تک جا پہنچے ہیں کہ بہت سے موارد میں غیر جانبدار قارئین ممکن ہے یہ محسوس کریں کہ فقیہ نے پہلے اپنے نظریہ کے لحاظ سے فتویٰ کا انتخاب کیا اور پھر اپنے فتویٰ کے برخلاف روایات دیکھنے کے بعد اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں رہا کہ وہ ان مخالف روایات کو تقیہ پر حمل کر دے اس عمل کو ہم ''تقیہ پر حمل کرنے کا اجتہاد'' کے نام سے یاد کر سکتے ہیں۔(۲)

اسی طرح بعض دفعہ ایسے موارد بھی ملتے ہیں کہ فقیہ کے نظریہ کی مخالف روایات زیادہ صحیح اور اس کے نظریہ سے کہیں بہتر روایات ہیں لیکن اس کے باوجود انھوں نے ان روایات کو تقیہ پر حمل کر دیا اور ان روایات کے برخلاف فتویٰ دے دیا جیسا کہ شیخ طوسی نے خلع کے لئے صیغہ طلاق جاری ہونے کی بحث میں کیا ہے۔(۳)

اور اسی طرح سے روایات کے آپس میں متعارض ہونے پر بعض فقہاء کسی ایک طرف کی روایات کو لے لیتے ہیں اور اس کے مدمقابل کی دوسری روایات کو تقیہ پر حمل کر دیتے ہیں جیسا کہ فقہ

---

(۱) مثال کے طور پر فاضل ھندی نے بعض افراد کے قول کو جو کہ امام باقر علیہ السلام کی حدیث کے بارے میں ہے کہ جس میں امام علیہ السلام نے تشہد انجام دینے کے بارے میں بیان فرمایا ہے اس کو شافعی واحمد حنبلی کی وجہ سے تقیہ پر حمل کر دیا البتہ خود انھوں نے اس قول کو ایک لحاظ سے تسلیم نہیں کیا ہے (کشف لثام ج:ا ص:۲۳۱)

(۲) مثال کے طور پر صاحب جواہر نے قضا کی بحث میں مضایقہ وموسعہ میں اس بحث کو اپنے بعض ہم عصروں کی طرف نسبت دی ہے جس کی عبارت یہ ہے ''حیث کان منہما (مضایقہ و مواسعہ) مخالفاً لمذھبہ التجأ الی الطرح او الحمل علی التقیة '' (جواہر الکلام، ج:۱۳، ص:۶۵

(۳) سید محمد بن علی موسوی عاملی، نہایۃ المرام، ج۲، ص۱۳۰، محمد حسن نجفی، جواہر الکلام، ج۳۰، ص۴۰